www.emarsiya.com

یہ کہہ کے شاہ سے بھتیجے غریب نے اک آہ
جگر میں ہونے لگا درد آہ کے ہمراہ
عجب یاس کی نظروں سے دیکھ کر رخِ شاہ
کہا کہ اشہد ان لا الہ اللہ

بس اور کہہ نہ سکے کچھ یہ حال غیر ہوا
سوئے بہشت گئے خاتمہ بخیر ہوا

مَرثِیَہ

زخمی سناں سے رن میں جو شہ کا پسر ہوا
ہر سمت سے لعین ہر اک حملہ ور ہوا
تر خون میں مرقعِ خیر البشر ہوا
آخر جدا عقاب سے وہ سیمبر ہوا

مقتل میں کیا ہجوم تھا اس نورِ عین پر
پروانے گر رہے تھے چراغِ حسین پر

گرتا تھا بس کے سر پہ لگا گرز بے خبر
یوں جھک گئے کہ ہوتے ہیں سجدے میں جیسے سر
رکھ دی گلے پہ شیث نے شمشیر تیز دم
تلوار اک پڑی کہ ہوئیں پسلیاں قلم

غل تھا کرو نہ رحم تن پاش پاش پر
دوڑا دو گھوڑے اکبر مہ رو کی لاش پر

حضرت کھڑے تھے خیمے کی تھامے ہوئے طناب
سن کر یہ غل رہی نہ دلِ ناتواں کو تاب
ناگاہ آئی رن سے صدا اے فلک جناب
بیٹا جہاں سے جاتا ہے اب آیئے شتاب

لاشے پہ ظلم و جور بد افعال کرتے ہیں
گھوڑوں سے اہلِ کیں ہمیں پامال کرتے ہیں

www.emarsiya.com

سنکر یہ استغاثۂ فرزندِ خوشخصال
سید نے آہ کی کہ ہلا عرشِ ذوالجلال
کھولے جنابِ فاطمہ کی بیٹیوں نے بال
بانو پکاری خیر تو ہے اے علی کے لال

ہے ہے پسر سے کونسی مادر بچھڑ گئی
صاحب بتاؤ کیا مری بستی اجڑ گئی

نیزے سے کس کے لال کا زخمی ہوا جگر
کرتے ہیں کس کی لاش کو پامال اہلِ شر
کہتا ہے کون رن میں تڑپ کر پدر پدر
اب گھر سے میں نکلتی ہوں یا سید البشر

پردہ نہ مجھ سے کیجیے سب جانتی ہوں میں
آواز یہ اسی کی ہے پہچانتی ہوں میں

بانو کو قسمیں دے کے چلے شاہِ نامدار
وہ پیاس اور وہ دھوپ وہ صدمہ وہ اضطرار
دل تھا الٹ پلٹ تو کلیجہ تھا بے قرار
اٹھتے تھے اور زمین پہ گرتے تھے بار بار

چلاتے تھے شبیہِ پیمبرؐ ہم آتے ہیں
گھبرائیو نہ اے علی اکبر ہم آتے ہیں

آؤں کدھر کو اے علی اکبر جواب دو
چلا رہی ہے ڈیوڑھی پہ مادر جواب دو
اکبر برائے خالقِ اکبر جواب دو
بیٹا جواب دو مرے دلبر جواب دو

داغِ جگر دیا ہمیں گودی میں پال کے
کس کو دکھاؤں اپنا کلیجہ نکال کے

www.emarsiya.com

یہ سن کے کھینچ لی شہِ والا نے ذوالفقار
چمکی جو برق تیغ تو بھاگے ستم شعار
شہ کو نظر پڑا علی اکبر کا راہوار
چلائے اے عقاب کدھر ہے ترا سوار

دکھلا دے مجھکو لاش مرے نورِ عین کی
کس دشت میں پڑی ہے بضاعت حسین کی

ڈیوڑھی میں قہر ہے سفرِ مرگ نوجواں
ریتی پہ تھرتھرا کے گرے شاہِ انس و جاں
نکلی سروں کو پیٹتی خیموں سے بی بیاں
بانو پکاری خیر تو ہے اے شہِ زماں

ہے ہے پسر سے کونسی مادر بچھڑ گئی
صاحب بتاؤ کیا مری بستی اجڑ گئی

لاشِ پسر کو ڈھونڈتے تھے شاہِ بحر و بر
سر پیٹنے کی جا ہے کہ ہنستے تھے اہلِ شر
کہتا تھا شمر اے پسرِ سید البشر
کس کو حضور ڈھونڈتے ہیں مرگیا پسر

خود ڈھونڈ لیجئے جسد پاش پاش کو
بتلائینگے نہ ہم علی اکبر کی لاش کو

گھوڑے نے ہنہنا کے سوئے دشت کی نظر
یعنی کہ لاش آپ کے پیارے کی ہے ادھر
جاتا تھا آگے آگے وہ تازی چشمِ تر
گھوڑے کے پیچھے جاتے تھے حضرت برہنہ سر

جنگل میں لاشۂ پسرِ نوجواں ملا
وہ مہ لقا ملا پہ مگر نیم جاں ملا

حضرت زمیں پہ گر کے پکارے کہ ہائے ہائے
دشمن کو بھی نہ بیٹے کا لاشہ خدا دکھائے
زندہ رہے یہ پیر جواں یوں جہاں سے جائے
اے لال تین روز کے فاقے میں زخم کھائے

شائد جگر کے درد سے تم بے قرار ہو
زخمی تمہاری چھاتی پہ بابا نثار ہو

کیوں کھینچتے ہو پاؤں کو اے میرے گلعذار
کیوں ہاتھ اٹھا اٹھا کے پٹکتے ہو بار بار
آنکھیں تو کھول دو کہ میرا دل ہے بیقرار
بیٹا تمہاری ماں کو تمہارا ہے انتظار

بہنیں کھڑی ہیں در پہ تیرے اشتیاق میں
اکبر تمہاری ماں نہ جیئے گی فراق میں

حضرت یہ کہتے تھے کہ چلا خلق سے پسر
اٹکی زباں علی کے خدا حافظ اے پدر
ہچکی جو آئی تھام لیا ہاتھوں سے جگر
انگڑائی لے کے رکھ دیا شہ کے قدم پہ سر

آباد گھر لٹا شہ والا کے سامنے
بیٹے کا دم نکل گیا بابا کے سامنے

مَرثیہ

دشتِ بلا میں گم علی اکبر کی لاش ہے
فرزندِ فاطمہ کو پسر کی تلاش ہے
داغِ جگر کو ناخنِ غم کی خراش ہے
سنگِ الم سے شیشۂ دل پاش پاش ہے

بانو کو غش ہے اہلِ حرم درد مند ہیں
ہے ہے پسر کی گھر میں صدائیں بلند ہیں